# خرید و فروخت کے شرعی ضابطے

تحریر:- محمد انور السلفی

بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کا راز کتاب و سنت کی پیروی میں پنہاں ہے اور یہی دونوں مومن کے ضابطہ حیات بھی ہیں۔ علاوہ ازیں دنیا والوں کے باقی تمام اصول و ضوابط فرسودہ اور انکے قوانین وقتی ہیں۔ جن میں نفع و نقصان کا مساوی طور پر احتمال و امکان ہوتا ہے ایک مسلمان جب کتاب و سنت کے مطابق عمل کرتا ہے تو اس کی دینوی زندگی خوشگوار اور اخروی زندگی کامیاب ہوتی ہے' موحد' مشرک نہیں ہوسکتا اور سنت رسول کا شیدائی' بدعات و خرافات سے کوسوں دور ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ایک مسلمان موحد کی نیت خالص ہو اس کے قول و عمل میں کوئی تضاد نہ ہو۔ منافقانہ روش اختیار نہ کرتا ہو رسول اکرم ﷺ کا حقیقی شیدائی اور آپ کے حکموں کا تابعدار ہو تب ہی آپ کی زندگی ایسے شخص کے لئے اسوہ حسنہ ہو سکتی ہے' یقیناً ہر مسلمان کی حیات کا اولین مقصد دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی سے سرفراز ہونا ہے۔ اور اسی مقصد کی خاطر ہر مسلمان نیکیوں کی انجام دہی میں ایک دوسرے سے سبقت کا خواہشمند ہوتا ہے۔

مذہب اسلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہب اپنے متبعین کے لئے ہدایت و منفعت کی راہ ہموار کر کے ضلالت و مضرت کے راستے مسدود کرتا ہے اسلام نے مسلمانوں کو پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے اس کے جملہ شعبہ ہائے حیات میں رہنمائی کی ہے۔ لیکن مسلمان' تعلیمات شریعت سے ناواقف یا اپنی جہالت و ہٹ دھرمی کی بناء پر حق و باطل' جائز و ناجائز' حلال و حرام کے درمیان تفریق و امتیاز کرنے سے قاصر ہیں انسان کے آپسی معاملات میں ایک اہم معاملہ خرید و فروخت کے ذریعہ دینوی نعمتوں سے محظوظ ہونا ہے اسلام نے خرید و فروخت کے معاملہ کو کچھ شرائط کے ساتھ امت مسلمہ کے لئے حرام قرار دیا ہے ان دونوں کی حرمت و حلت کے مصالح واضح ہیں۔

## بیع

خرید و فروخت کے جواز کا ثبوت کتاب و سنت میں موجود ہے اس کے ارکان و شرائط سے واقفیت لازمی ہے۔ ذیل میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن وحدیث اور اجماع امت سے بیع و شراء (خرید و فروخت) کا مشروع اور جائز ہونا ثابت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

احل الله البيع و حرم الربوٰ۔

اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔

سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بیع کی مشروعیت قولاً و عملاً ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خرید و فروخت کی ہے صحابہ کرام اور سلف صالحین بھی خرید و فروخت کرتے تھے۔

خرید و فروخت کرتے وقت مندرجہ ذیل پانچ ارکان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ بیچنے والے کے لئے لازم ہے کہ جو چیز فروخت کر رہا ہوں اس کا مالک ہو جو چیز بیچی جا رہی ہو اور جس کی قیمت طے ہو رہی ہو یہ مباح اور پاک ہونی چاہئے۔ بائع اس کی ادائیگی پر قادر ہو' مشتری کے لئے وہ شئی معلوم ہو چاہے وصف کے انداز ہی میں سہی۔ ایجاب و قبول ہونا چاہئے مثلاً ایک کہے کہ مجھے فلاں چیز فروخت کر دے اور دوسرا کہے کہ میں نے تجھے فلاں چیز فروخت کر دی۔ فریقین کی رضامندی کے بغیر کوئی بیع صحیح نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انما البيع عن تراض." (ابن ماجہ بہ سند حسن)

رضا مندی کی بنیاد پر ہی بیع درست ہے۔

## بیع کی حکمت

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بڑا ہی احسان ہے کہ اس نے خرید و فروخت کو ان کے لئے حلال قرار دیا۔ بنی نوع انسان بیک وقت غذا' لباس' مکان وغیرہ اشیاء کا محتاج اور ضرورتمند ہوتا ہے اس کی یہ ضرورت تادم حیات باقی رہتی ہے۔ ظاہر ہے مذکورہ تمام اشیاء کی ایجادات اور ان کا مہیا کرنا بیک وقت ایک ہی انسان کے لئے ناممکن ہے ایسی صورت میں سماج کے دیگر افراد سے ان چیزوں کا حاصل کرنا لازمی ہوگا۔ پھر تو مبادلہ اور خرید و فروخت کی صورت ہی بہتر ہوگی۔ مشتری اور بائع ہر شخص اپنی چیز دوسرے کو دے کر برابر کا فائدہ اٹھائے گا۔ دونوں ایک دوسرے کے مال میں تصرف کا اختیار رکھیں گے۔ خلاصہ یہ کہ بیع کے جائز و مباح ہونے کی حکمت یہ ہے کہ انسانوں کی ضروریات زندگی کسی کو نقصان پہنچائے بغیر پوری ہوتی رہیں۔

خرید و فروخت کی کچھ شکلیں ناجائز بھی ہیں جن کی وجہ سے بیع و شراء میں فائدہ کا نقدان اور نقصان کا امکان یقینی ہوتا ہے۔ ناجائز قسم کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ لوگ درختوں پر پھل نمودار ہونے سے قبل ہی کچھ مدت کے لئے خرید و فروخت کر لیا کرتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ درختوں پر پھل نمودار ہونے سے قبل درختوں کی بیع نہیں کرتے تھے بلکہ جب درخت جس قدر پھلوں سے بوجھل ہوتا اسی قدر اس کی قیمت متعین کی جاتی تھی۔ فقہ کی کتابوں میں اس قسم کے مسائل موجود ہیں اور متعدد طرق سے روایات بھی وارد ہیں۔ لیکن دور حاضر کا مسلمان زمانہ جاہلیت سے بھی چند قدم آگے ہی نظر آتا ہے۔ ہندوستان میں درختوں کی خرید و فروخت دو تین سالوں کے لئے یا کم از کم ایک سال کے لئے ایسے وقت اور ایسے موسم میں کی جاتی ہے۔ جس میں درخت پھلوں سے خالی ہوتے ہیں لوگ حسب ضرورت درختوں کو خریدتے ہیں کہ اتنے سالوں تک جو پھل ہوں گے وہ میرے ہوں گے پھر درخت آپ ہی کے ہوں گے۔ پھر مشتری مقررہ قیمت بائع (صاحب درخت) کے حوالہ کرتا ہے۔ اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ کسی سال تو درخت خوب پھلتا ہے ایسی صورت میں مشتری کے فرح و انبساط کا کیا پوچھنا' اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی وہ خوب منافع کماتا ہے تو دوسری طرف بائع (صاحب درخت) افسردہ نظر آتا ہے اس لئے کہ فروخت کرتے وقت بائع کا گمان یہ ہوتا ہے کہ جتنی رقم وصول رہا ہوں اتنی قیمت کے پھل اس درخت میں نہیں آئیں گے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی سال درخت پھلوں سے خالی نظر آتے ہیں۔ پھر تو مشتری (خریدار) کو شرم کے مارے اپنے ہی گھر میں منہ چھپانے کی جگہ نہیں ملتی اور غم و افسوس کا جو معاملہ ہوتا ہے وہ اس قسم کے حضرات سے مخفی نہیں۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوتی ہیں۔ کف افسوس ملنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ بالعکس بائع کے کہ وہ خوشی کے مارے اچھلنے کودنے لگتا ہے کہ چلو اچھا ہوا درختوں کو بیچ کر خطیر رقم وصول کر لی درختوں پر پھل امسال بھی نہیں آئے اگر نہ فروخت کرتا تو کیا ملتا چلو کوئی بات نہیں بغیر محنت و مشقت کے مال تو ہاتھ لگا۔

مذکورہ خرید و فروخت کی صورت میں بائع و مشتری (خرید و فروخت کرنے والوں) میں سے ایک کا بلاوجہ نقصان تو دوسرے کا بلاوجہ فائدہ ہوتا ہے اور یہ بیع ضابطہ الٰہی کے خلاف ہے کہ ایک سراسر نقصان تو دوسرا فائدہ حاصل کرے یہ تو دھوکہ کی بیع ہے جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

شریعت اسلامیہ امت مسلمہ کے نفع و نقصان کی اس حد تک رعایت کرتی ہے کہ "قبل بدو الصلاح" پھلوں کی خرید و فروخت کو پکنے سے پہلے ناجائز قرار دیتی ہے۔ مثلاً آم کے درخت اگر اس پر آم کے چھوٹے چھوٹے دانے ہیں اس حالت میں خرید و فروخت کئے جائیں تو اس میں شرعی اور سماجی ضابطوں کی خلاف ورزی ہے کہ ایسے موقع سے آندھیاں آم کے ان چھوٹے دانوں کو وقتاً فوقتاً درختوں سے علیحدہ کرتی رہتی ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ درخت آم کی گٹھلیوں سے بھی خالی ہو جاتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ درختوں سے گرے ہوئے چھوٹے چھوٹے دانے کسی استعمال کے قابل بھی نہیں ہوتے۔

علامہ نوویؒ "شرح المہذب" میں اس قسم کی خرید و فروخت کو ناجائز قرار دے کر علت اور وجہ بیان کرتے ہیں "اس بات کا خدشہ ہے کہ ان پھلوں کو کوئی آفت آپہنچے اور وہ ضائع ہو جائیں اور یہ دھوکہ ہے۔ اس قسم کی بیع میں عموماً خریدنے والا خسارہ سے دوچار ہوتا ہے لہٰذا اس قسم کی بیع جائز نہیں۔

اس سے متعلق دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحها نهی البائع والمشتری (مسلم)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ ان کی پختگی اور بہتری کا یقین ہو جائے آپ نے بائع اور مشتری ہر ایک کو منع فرمایا۔

فائدہ:- بائع کو بیع اور مشتری کو خرید کرنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ اگر پھل تلف ہو جائیں تو بائع غیر کا مال بلا عوض ہضم کرے گا اور مشتری اپنے مال کو مفت میں کھودے گا۔

(۲) عن جابر بن عبدالله یقول: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن تباع الثمرة حتی تشقح قیل وما تشقح قال تحمارو و تصفار ویوکل منها۔(مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ وہ مشقح نہ ہو جائیں لوگوں نے نے آپ سے دریافت کیا کہ مشقح کیا چیز ہے؟ یعنی کیا مراد ہے تو آپؐ نے فرمایا سرخ ہو جائیں اور زرد ہو جائیں اور کھانے کے قابل ہو جائیں۔

## دھوکے کی تجارت

جن اشیاء کی خرید و فروخت میں دھوکہ ہو اس کی بیع ناجائز ہے۔ بنابریں پانی میں موجود مچھلی، بھیڑ کی پیٹھ پر اون، جانور کے پیٹ میں بچہ، پستان میں موجود دودھ، پکنے سے پہلے پھل، سخت ہونے سے پہلے دانہ اور حاضر سامان دیکھے اور الٹے پلٹے بغیر نہیں بیچنا چاہئے۔ اسی طرح غائب سامان کی صفت، نوع اور مقدار کا تعین جواز بیع کے لئے ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تشتروا السمک فی الماء فانه غرر۔ (مسند احمد)

پانی میں مچھلی نہ خریدو کہ اس میں دھوکہ ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن یباع تمر حتی یطعم، أو صوف علی ظهر او لبن فی ضریح او سمن فی لبن۔ (بیہقی، دار قطنی)

کھانے کے قابل ہونے سے قبل کھجور کو بیچنے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اسی طرح پیٹھ پر اون اور تھن میں دودھ یا دودھ میں گھی کی بیع سے بھی منع فرمایا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیع الثمار حتی تزهی قال تحمر و قال اذا منع الله الثمرة فبم تستحل مال أخیک۔(بخاری و مسلم)

سرخ ہونے سے پہلے پھلوں کی بیع کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز قرار دیا ہے اور فرمایا کہ جب اللہ نے پھل نہیں دیا تو تم اپنے بھائی کا مال کیوں کر حلال سمجھتے ہو۔

## غیر موجود چیزوں کی تجارت

مسلمان کے لئے وہی چیز بیچنا جائز ہے جو اس کے پاس ہے یا اس کی ملکیت میں ہے کسی چیز کی عدم موجودگی یا ملکیت سے پہلے فروخت کرنے میں فریقین کو تکلیف دہ صورتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ یہ چیز دستیاب نہ ہو سکے۔

لا تبع ما لیس عندك۔ (اصحاب السنن)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چیز نہ فروخت کر جو تمہارے پاس نہیں ہے۔

## دودھ روکے ہوئے جانوروں کی بیع

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ بکری گائے یا اونٹنی کا دودھ صرف اس غرض سے چند دن نہ دوہے کہ دودھ جمع ہو جانے کی صورت میں دھوکہ کھا جائے گا اور زیادہ قیمت میں فروخت ہو گی یہ تو دھوکہ دہی کا نرالہ انداز ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لا تصروا الا بل والغنم فمن ابتاعها بعد ذلک فهو بخیر النظرین بعد أن یحلبها ان رضیها أمسکها و أن سخطها ردها وصاعا من تمر۔(بخاری و مسلم)

ترجمہ:- اونٹنی اور بکری کے دودھ کا تصریہ نہ کرو (دودھ روک لینا تاکہ پھر زیادہ ظاہر ہو) اگر کوئی تصریہ شدہ جانور کو خرید لیتا ہے تو دودھ دوہنے کے بعد اس کو اختیار ہے چاہے تو اپنے پاس رکھ لے اور اگر چاہے تو اسے واپس کر دے اور ایک صاع کھجور بھی اس کے ساتھ دے۔ بقیہ صفحہ نمبر ۴۴